درودیوار

موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۷

فیس بک عالمی ادبی موجِ غزل ''طرحی مشاعرہ و نظم رنگ'' کے حوالے سے
مورخہ ۱۳ر جون ۲۰۲۰ء کو منعقد کردہ ''مشاعرہ نمبر ۲۱۷'' پر مبنی برقی کتاب



اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار



احسان اکبر

در و دیوار

گروپ منتظمین:

ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر
قدسیہ ظہور

مرتبہ:

نوید ظفر کیانی

موجِ غزل

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

mudeer.ai.new@gmail.com

فہرست

معروف شاعر جناب احسان اکبر کے نام ایک شام

طرحی مصرع

اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار

۲۱۷ واں آن لائن مشاعرہ

افاعیل: مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن / فعلان

قوافی: غم، ہم، کم، دم وغیرہ — ردیف: در و دیوار

نظم: در و دیوار



میزبان: ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا، قدسیہ ظہور، نادیہ سحر، دلشاد نسیم، شہناز رضوی

ضیا قریشی، محمد رضا ظلی اور دیگر احباب موج غزل

طرحی مشاعرہ

پیش رس

درودیوار

بنا رہے ہیں محبت سے ہم درودیوار
ہمارے بعد منائیں گے غم درودیوار

وبائی دور میں خود اسیری کا شکار حساس لوگ اپنے گردوپیش کا کرب محسوس کرتے ہوئے خود شناسی کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ سماجی فاصلے میں درپیش گریزپائی اور بے چہرگی نے انسان کی سماجی میل جول کی ازلی جبلت کو قید تنہائی میں انتہائی کرب ناک انداز میں متاثر کیا ہے۔ گھر کی حدود سے دشت امکان تک پھیلے درودیوار آپ بیتی اور جگ بیتی سے مزین ہیں۔ یہ شہادت ہے جبر کی، یہ گواہی ہے صبر کی۔ انسان دست قدرت کی حدود میں مقید دہر آشوب لکھ رہا ہے۔

موج غزل اس وبائی دور میں درودیوار کا کرب محسوس کرتے ہوئے حساس دلوں کو اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے شعری اور تخلیقی فضا مہیا کیے ہوئے۔ اس شعور آگہی کے تحت موج غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۲۱۷ میں نظم اور غزل کے خوب صورت شاعر جناب احسان اکبر کے خوب صورت مصرع پہ طرحی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں خوب صورت غزلیات تخلیق کی گئیں۔ اس مشاعرے میں کہے گئے کلام پر مشتمل موج غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۷ بہ عنوان ''درودیوار'' پیش خدمت ہے۔ امید ہے گذشتہ برقی مجلّے کی طرح یہ مجلّہ بھی سند قبولیت پائے گا۔ گذشتہ تاریخی مجلّے "ست رنگی" کی پذیرائی کا بہت شکریہ۔ تمام انتظامیہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین

ہاشم علی خان ہمدم
بانی منتظم موج غزل ادبی فورم

احمد جاسم

کہاں کہاں پہ چھپائیں الم درودیوار
کسی کے ہجر میں رہتے ہیں نم درودیوار

نظر کا دھوکا نہیں ہے مری حقیقت میں
حساب سے بھی وہاں پر ہیں کم درودیوار

تمہارے ایک تبسم پہ اک مکاں ہی نہیں
نہ جانے کتنے ہوئے ہیں قلم درودیوار

بہت ہی غور سے دیکھو نہ تم ہماری طرف
خراب حال میں ہیں محترم درودیوار

لگی تھی آگ کبھی جن کے دشت دوراں سے
انھی کے دم سے چلے ہر قدم درودیوار

ارسلان اللہ خان

محبتوں کا رکھیں گے بھرم درودیوار
کوئی نہ ہوگا فقط آپ ، ہم درودیوار

کوئی نہ روک سکا سانحۂ دہلی کو
کہ دیکھتے رہے ظلم و ستم درو دیوار

جب اچھے لوگ کسی گھر کو چھوڑتے ہیں تب
بہت ہی روتے ہیں ، کرتے ہیں غم درو دیوار

جب اختلاف نہیں تھا تو ایک ہی گھر تھا
پھر اس کے بعد ہوئے منقسم درودیوار

اے ارسلان! ہماری سفید پوشی کا
بحسن و خوبی ہیں رکھتے بھرم درودیوار

اقبال اشعؔر

اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درو دیوار
میرے لیئے ہیں بہت محترم در و دیوار

میری انا کی کہانی ہے یہیں پہ آویزاں
مری وفا کا یہی ہیں بھرم درودیوار

میرا اثاثۂ الفت فقط مری کٹیا
مرے لیے ہیں بہت محترم درودیوار

انہیں کے دم سے میں معتبر سا رہتا ہوں
چھپائے رکھتے ہیں میرے الم در و دیوار

مرے وجود کا حصہ ہیں میرے بام اشعؔر
ہمیشہ رکھتے ہیں میرا بھرم درودیوار

انعام الحق معصوؔم قادری

مکاں کو گھر ہے بنایا ارم در و دیوار
کہ مثل جیسے محبت حرم در و دیوار

دکھائے بھی نہ ہیں دکھتے الم درودیوار
"اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار"

وہ ہو گئے ہیں گرفتار میری الفت میں
اٹھا رہے ہیں محبت میں ہم در و دیوار

چلے بھی آنا مرے گھر پہ ملنے کو ہمدم
خدارا رکھ مرا لینا بھرم در و دیوار

سفر رکھے ہیں وہ جاری کہ راہ ہو دشوار
کبھی نہ روک سکیں گے قدم در و دیوار

ملیں گے راہ میں معصوؔم اجنبی بن کر
کہ دیکھ لو انہیں ہیں جو صنم در و دیوار

جمیل حیدر عقیل

کریں گے حال پہ میرے کرم درودیوار
مجھے خبر ہے کہ بانٹیں گے غم درودیوار

رہے سروں پہ ہمارے مثال ابر کرم
رہے دکھوں میں بھی ثابت قدم درودیوار

نہیں ہیں بھولے مکانوں کو بھوک کے منظر
کریں غموں کی کتابیں رقم درودیوار

کوئی بھی پونچھنے آتا نہیں مرے آنسو
کھڑے ہیں سامنے آنکھوں کے نم درودیوار

اسی مکان نے پالا ہے گود میں ہم کو
رکھیں گے پاس ہمیشہ ہی ہم درودیوار

جی ایم نگاہ

مرے وجود پہ کر دو کرم درودیوار
بناؤ نرم سا گوشۂ غم درودیوار

تم اپنے درد کے رکھنے کو جگہ ڈھونڈو گے
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار''

کوئی سنے نہ سنے میرا دردِ دل لیکن
رہیں گے یاد زبانی صنم درودیوار

ہر ایک راز کا ہم راز تم کو مانا ہے
کھلے نہ راز، نہ ٹوٹے بھرم درودیوار

تمہارے ہجر کا غم تھا کہ کوئی بارش تھی
ہر ایک پل مجھے رکھتے ہیں نم درودیوار

غضب کا کرب، تیرے عشق کی تپش میں تھا
لگے ہیں اب بھی بہت تیز دم درودیوار

کبھی بھی دشت نگاہوں سے دور مت جانا
کریں نہ آپ کے بن پھر ستم درودیوار

طلب ہے عارضی، دل مت لگا، نگاہ اِن سے
کہیں بنیں نہ تمہارے صنم درودیوار

جیا قریشی

تمہاری یاد سے یوں ہیں بھم درودیوار
تلاش کرتے ہیں تم کو صنم درودیوار

کبھی پہ راز محبت کا کھول دیتے ہیں
سنا ہے اب نہیں رکھتے بھرم درودیوار

مری مجال کہاں ہے کہ درد بانٹ سکوں
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درو دیوار''

تمہارے بعد بہائے ہیں اشک آنکھوں سے
تمہارے بعد رہے کتنے نم درودیوار

ہمیں یہ جلدی کہ اب بام تک پہنچ جائیں
انہیں یہ عار سر رہ ہیں کم درودیوار

ہمارے حجلۂ خلوت میں کون آتا ہے
کہ چومتے ہیں خوشی سے قدم درودیوار

میں تیرے شہر سے گزری ہوں کتنی مدت بعد
سنا رہے تھے پرانے الم درودیوار

وبا کے دور سے نکلے تو ہم بھی سوچیں گے
کہ ہم پہ ڈھاتے تھے کیا کیا ستم درودیوار

حساب لیں گے وہ تجھ سے پرانی لغزش کا
حقیقتاً وہ کریں گے بجسم درودیوار

نگاہ دیکھ رہی ہے سمجھ نہیں سکتی
یہ مسئلہ کہ یہاں ہیں عدم درودیوار

ہمارے پاؤں میں زنجیر ڈال دی گئی ہیں
عبور کیسے کریں گے اب ہم درودیوار

میں ایک پل بھی سکوں سے نہ رہ سکی جاناں
وہاں چلو کہ کریں کچھ کرم درودیوار

اسی خیال میں بیٹھی میں شعر کہتی ہوں
تری نظر کے اشارے ، قلم ، درودیوار

چھپا رکھے ہیں مناظر دھوئیں نے کتنے مگر
یہیں قریب ہیں کچھ محترم دردیوار

ہمارا سانس کا رشتہ ابھی بحال ہوا
ابھی کیے ہیں جیا ہم نے دم درودیوار

حسین صفوی حسنؔ فتحپوری

بڑے شفیق بڑے محترم درودیوار
ہمیشہ بانٹتے ہیں میرا غم درودیوار

مرے لیے تو ہیں میرے صنم درودیوار
دفاعِ دشمنِ جاں رنج و غم درودیوار

ہمیشہ ساتھ رہے ہیں وہ ہم نوا بن کر
"اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار"

ہمارا ان سے تعلق بہت پرانا ہے
کبھی نہ توڑیں گے ہم اے صنم درودیوار

بچا رہے تھے زمانے کی تند موجوں سے
تھے بارشوں میں بڑے محترم درودیوار

ہماری باتوں کو سننے کی ان میں قوت ہے
کریں گے ہم پہ یقیناً کرم درودیوار

کبھی جو دور چلے جاتے ہیں جو ان سے حسنؔ
یہ تکتے رہتے ہیں کہ آئیں گے ہم درودیوار

خاورؔ چشتی

رکھیں گے گھر میں ہمارا بھرم درودیوار
امید کی ہیں علامت بہم درودیوار

اداس دن ہوں مرے یا سیاہ راتیں ہوں
رہے ہیں ساتھ خدا کا کرم درودیوار

جہان والوں کی نظروں سے یہ بچائیں مجھے
خدا کا شکر بٹاتے ہیں غم درودیوار

بہت سکون میں پاتا ہوں آ کے گھر اپنے
بنائے رکھتے ہیں گھر کو حرم درودیوار

شدید دھوپ میں سایہ یہ مجھ کو دیتے ہیں
کبھی بھی کرتے نہیں ہیں ستم درودیوار

یہ راز داں ہیں مری سب حقیقتوں کے امیں
ہیں جانتے مری خوشیاں و غم درودیوار

ہماری سانس کا رشتہ ہے ہم نشیں جیسا
اسی کے دم سے ہے خاور کا دم درودیوار

ذہینہ صدیقی

دلوں میں رکھتے نہیں ہیں بھرم درودیوار
اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار

کوئی تو آئے گا ان کا خیال رکھنے کو
ہمیشہ تکتے ہیں سب کے قدم درودیوار

ملیں گے پھر کبھی قدرت کے کارخانے میں
چلا تو جانے دیں ملک عدم درودیوار

خیال رکھتے ہیں اس طرح یہ مکینوں کا
ہوں جیسے گھر میں ہمارے صنم درودیوار

کوء تو ان کے تحفظ کا بھی خیال رکھے
زمانے بھر کے ہیں سہتے ستم درودیوار

انہیں کے دم سے سلامت ہیں سائباں سارے
نہیں ہیں جگ میں کسی شے سے کم درودیوار

ہماری آنکھ سے بہتے ہیں جو روانی میں
ذہینہ پیتے ہیں وہ اشک غم درودیوار

رانا عبداللہ ایان

ہوئے جا رہے ہیں ہم پر ظلم در و دیوار
ہوں گے کب یہ غم کم درودیوار

ذرا سی چوٹ پہ آنسو بہاتے رہتے ہیں
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار''

جہاں بھی جاؤں وبا کے اسیر ملتے ہیں
مرے بنے ہیں عدو ہر قدم درودیوار

مرے سکول کا رستہ بدل گیا لیکن
رہے ہیں یاد کتابیں ، قلم ، درودیوار

یہ کس نے آگ لگائی ہمیں جلانے کو
ہمارے گھر کے ہوئے ہیں بھسم در و دیوار

کسی کے ہجر میں پاگل اسیر ہیں ہم بھی
نبھا رہے ہیں پہ اپنا بھرم درودیوار

رزاق تحسین

چراغ پر بھی جو ڈھائیں ستم درودیوار
جلا جلا کے دکھائیں الم در ودیوار

ہمارے لہجے میں ٹھہریں وفا کی تہذیبیں
تمہارے ساتھ چلے ہیں قدم در و دیوار

زمین بوسہ بھی لے گی زوال مت ہونا
حیا کی شوخی، مرا یہ بھرم درودیوار

ابھی گلاس میں پانی سا جم گیا ہے کوئی
نظر جو آ رہی صورت وہ کم درودیوار

نظارے ڈوب گئے ہیں مگر مرا منظر
بچا رہا ہے وہ آنکھیں، صنم درودیوار

کمال ہے یہ محبت جسے لگا چسکا
بنا کے پینے لگا ہے چلم درودیوار

میں اپنا حال جو لکھتا فگار ہاتھوں سے
ضرور توڑ کے رکھتے قلم درودیوار

جہاں سکون کی باتی نہ ہو نشانی بھی
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار''

مری وہ تتلیاں آزاد کب پھریں تحسیںؔ
گلی میں بند پڑے ہیں بلم درودیوار

روبینہ شاہین بینا

نوشتہ رکھتے ہیں میرا جنم درودیوار
مرا فسانہ بھی ہیں بیش و کم درودیوار

ہمیں اُٹھانے ہیں خود دوشِ دل پہ رنج و محن
"اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار"

نہ دے سکے گا کوئی طعنِ بے گھری ہم کو
خدا کا شکر کہ رکھتے ہیں ہم درودیوار

مکینوں کے لیے اک ڈھال ہیں تحفظ کی
رتوں کے سہتے ہیں جوروستم درودیوار

یہ گھر نہیں ہے کوئی مقبرہ ہے یادوں کا
ہمارے آبا کے نقشِ قدم درودیوار

یہ مان ہیں جو کبھی توڑنا نہیں اچھا
مرے لئے ہیں بہت محترم درودیوار

لکھے ہی جاتے ہیں تاریخ ہر زماں بیناؔ
ہیں دستِ ارض میں گویا قلم درودیوار

ریاض احمد قادری

ہمارا رکھتے ہیں سارا بھرم درودیوار
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار''

ہمیں یقین ہے ہم کو بچا نہیں سکتے
بناتے کس لئے ہیں پھر بھی ہم درودیوار

ہمیں تنہائیاں ڈستی ہیں دوش ان کا ہے کیا
ہمارا غم نہیں کرتے ہیں کم درودیوار

تمہارے ہجر میں روتا ہوں ان سے لگ لگ کر
اسی لئے مرے رہتے ہیں نم درودیوار

یہ میری ذات کے محرم بھی ہیں رازداں بھی ہیں
جو میرے ساتھ ہی لیتے ہیں دم درودیوار

یہی ہیں ہمدمِ دیرینہ میرے دنیا میں
ہیں میرے ساتھ ہی سہتے الم درودیوار

بچائیں شر سے مجھے یہ جہان والوں کے
مرے لئے ہیں مثالِ حرم درودیوار

ہماری بانہوں میں آؤ، پناہ بھی لے لو
لگاتے نعرہ ہیں یہ دمبدم درودیوار

خدا کا شکر زمانے میں پالئے ہیں ریاض
خدا سے صورتِ باغِ ارم درودیوار

سیدؔ خورشید نواز لائق بخاری

گھروں کی شان بڑھاتے بہم درودیوار
ہر ایک حال خدا کا کرم درودیوار

کسی مکیں پہ بھروسہ کبھی نہیں کرتے
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار''

ہم اپنے گھر کو بساتے ہیں اپنے ہاتھوں سے
بنائے رکھتے ہیں خود کو بھی ہم درودیوار

گواہی دیں گے، مکینوں کے دل پہ کیا گزری؟
نظر میں رکھتے ہیں ظلم و ستم درودیوار

ابھی تو جسم ہمارا جلا نہیں لائق
بنے ہوئے ہیں جو ابرِ کرم درودیوار

سیّدہ منور جہاں منوؔر

بچائے رہتے ہیں سب کے بھرم درودیوار
مگر اٹھاتے نہیں ہیں قسم درودیوار

عبادتوں کے سبب جب بہشت بنتا ہے گھر
سمیٹ لیتے ہیں بوئے ارم درودیوار

سہارا لیتے نہیں ہیں عصائے شکوہ کا
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار''

نہ جانے دھوپ سے ہو جاتا کیسا حال اگر
نہ دیتے سایۂ لطف و کرم درودیوار

ہماری باتوں پہ تھا گوش برسدا لیکن
رکھے ہوئے ہیں ہمارا بھرم درودیوار

بہت ہی سوچ کے اسرار کو بیان کرو
کہ سنتے رہتے ہیں ہر اک قدم درودیوار

مجھے عزیز ہے ان سے جڑی ہوئی ہر چیز
ہیں میرے واسطے مثلِ صنم درودیوار

منوؔر آنکھیں میری جب بھی اشک بار ہوئیں
ہوئے ہیں ساتھ میں خود میرے نم درودیوار

شمیؔم چودھری

''اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درو دیوار''
نہ ہونے دیں گے کبھی آنکھ نم درودیوار

جو ہم نے دشت محبت میں خاک چھانی ہے
کریں گے کس طرح اب یہ رقم درودیوار

نجانے آج کہاں ہم بھٹک رہے ہوتے
اگر نہ روکتے میرے قدم درودیوار

یہ دِل بھی گردش رنگ طرب سے ڈرتا ہے
سو سہہ نہ پائیں گے اب اتنا غم در دیوار

ہماری سانس بسائے گی گھر محبت کا
کہ لیں دل سے ہمارے یہ دم درودیوار

بچی ہیں آنکھیں ہماری بھی اشک باری کو
بنے ہوئے ہیں سراپا الم درودیوار

زمین بوس وہ ہو جاتا ہے شمیؔم مکاں
نکالتے ہیں جب اپنے ہی خم درودیوار

شمیم چودھری

"اُٹھائے پھرتے ہیں اب اپنے غم در و دیوار"
مرا بھی رکھے ہوئے ہیں بھرم در و دیوار

سنا ہے توڑ کے پاؤں سے بیڑیاں میری
رہا کریں گے ہمارے قدم در و دیوار

یہ گھر ہماری محبت پہ ایستادہ تھا
پھر اس میں ڈال رہے ہیں جو خم در و دیوار

وہ لاکھ بھیس بدل کر ہمارے شہر آئے
کہ جانتے ہیں خدا کی قسم درودیوار

اسیرِ دشت بھی رہ رہ کے ہم نے دیکھ لیا
کبھی اٹھا نہیں سکتے یہ غم درودیوار

بچھڑتے جاتے ہیں کتنے رفیق اب ہم سے
اکیلے دیکھتے رہتے ہیں ہم درودیوار

ہمیں وہ چھوڑ گیا ہے کن حالتوں میں شمیمؔ
اٹھا رہے ہیں ہمارا بھی غم درودیوار

شمیم چودھری

اُترتے دیکھ کے دِل میں اداس خاموشی
گئے ہیں جانے کیوں اتنا سہم درودیوار

وفا کے دور میں آئے ہیں زلزلے اتنے
دھنسا گئے ہیں زمیں میں قدم درودیوار

حوالے کر دی ہیں شمعیں تمام غیروں کے
میں کر رہی ہوں جدائی میں نم درودیوار

ہماری ذات سے جو سلسلے وفا کے چلے
وہ سارے کر دیے ہم نے بہم درودیوار

نرالہ چن لیا ہم نے ہے رہنما اپنا
جو لینے دیتا نہیں ہم کو دم درودیوار

جنوں کی تیز روی نے کیا ہے خانہ خراب
کہ ڈھا دیے ہیں کبھی ایک دم درودیوار

نہ چھیڑ دِل کے شمیمؔ اِن الجھتے تاروں کو
نہ کر دیں پھر سے تری آنکھ نم درودیوار

شمیم چودھری

میں مضطرب ہوں بھنور میں اُتار کر کشتی
نہ مانگیں واسطے میرے کرم در و دیوار

نئی سحر کی گھڑی کہہ رہی ہے پھر مجھ سے
بڑھاؤ آگے اب اپنے قدم درودیوار

قفس میں دی ہے تسلی بہار نے آ کے
رہائی تم کو دلائیں گے ہم درودیوار

دیارِ ہجر پہ چھائی تھی جو بھی پر چھائی
رہے ہیں سامنے اس کے بھی کم درو دیوار

نکل میں جاؤں گی اب وحشتوں کے نرغے سے
نہ ہونے دوں گی کبھی آنکھ نم درودیوار

نثار اُس پہ میں ہستی کی رونقیں کر دُوں
اگر جو بانٹنے لگ جائیں غم درودیوار

تڑپ تڑپ کے جو کٹتی ہے رات میری شمیم
نہ کر سکیں گے کبھی بھی رقم درودیوار

شہناز رضوی

اگر کریں گے یہ ہم پر ستم، درودیوار
تو دیکھتے ہی رہیں گے یہ غم در ودیوار

تماشہ بننے نہیں دیں گے گھر کی حالت کا
یقین ہے کہ رکھیں گے بھرم درودیوار

یہی تو آس ہے جو مطمئن سی رکھتی ہے
سجا ہی لیں گے کسی روز ہم درودیوار

کوئی الگ کرے اِن کو، مجال ہے کس کی؟
رہے ہیں روزِ ازل سے بہم درودیوار

انہیں تو جیتے جی تنہائیوں نے مار دیا
ہمارے ساتھ تو ہیں کم سے کم درودیوار

کسی پہ کرتے نہیں ہیں عیاں غنیمت ہے
"اُٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار"

یقیں ہے لوگ نہ سہہ پائیں گے کبھی شہناز
کریں جو سانحہ کوئی رقم، درودیوار

صادق انور اثری نذیری

بچائے رکھے ہیں میرا بھرم درودیوار
"اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم درودیوار"

نگاہ غیر سے خود کو بچانا تھا مشکل
کہ روکے رکھتے ہیں ان کے قدم در و دیوار

ہماری عزت و ناموس کے محافظ ہیں
کبھی بھی توڑیں گے ہرگز نہ ہم درودیوار

کسی کے آنے کی جب سے خبر سنی ہم نے
سجانے بیٹھے ہیں پھر آج ہم درودیوار

یہ مفلسی بھی تو پیچھا نہ چھوڑے گی میرا
چھپائے رکھے ہیں میرے الم درودیوار

رہیں گی عورتیں گھر میں بہت حفاظت سے
اسی لیے تو بناتے ہیں ہم درودیوار

محبتوں کی علامت بھی ان میں ہیں یہ نور
کبھی نہ ڈھائیں گے کوئی ستم درودیوار

عبدالجبار بٹ

بنائے رکھتے ہیں سب کا بھرم درودیوار
اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنا غم درودیوار

خیال رکھتے ہیں اپنے غریب خانے کا
وہ بھانپ لیتے ہیں میرے قدم درودیوار

مری کہانی میرے گھر میں آکے پڑھ لینا
ہر ایک بات کریں گے رقم درودیوار

انہیں بھی ٹوٹنے سے ہوتی ہے بہت تکلیف
دلوں کو کرتے ہیں جب منقسم درودیوار

عزیز رکھتے ہیں خوشیوں کو جان سے لیکن
گلے لگاتے ہیں رنج و الم درودیوار

پیام لایا نہیں دیر سے وہ نامہ بر
کسی کی آس میں تکتے ہیں ہم درودیوار

ہمیشہ بولیے ہر بات سوچ کر جبار
خیال خام ہے سنتے ہیں کم درودیوار

عبدالغنی ماہرؔ

پڑیں قدم جو ترے دور غم درودیوار
ہیں منتظر بھی کرم کے صنم درودیوار

بہار سے بھی نہیں ہیں یہ کم درودیوار
کھلائیں اشکوں سے گل محترم درودیوار

نہ کوئی دوست نہ ہمدم، رقیب تھی شب ہجر
لگا کے کان سنیں قصۂ غم درودیوار

نہ پوچھو حال مرے غم کا اب جدائی میں
کہ وحشتوں سے پھٹے جائے بم درودیوار

کیا تھا آپ نے مجھ سے وہ وصل کا وعدہ
یقیں نہ آئے تو کھائیں قسم درودیوار

کبھی صنم مرے گھر بار بار آتے تھے
کہ دیکھو غور سے پہچانو تم درودیوار

نہ فکرِ دنیا کوئی ہے، نہ خوفِ غم ماہرؔ
ہیں ساتھ میرے ابھی جام و جم درودیوار

محمد دانش رضا اسلمی

مدینہ شہر کے شاہ امم درودیوار
حسین ایسے کہ جیسے ارم درودیوار

مہک ہی جاتے ہے خوشبو سے اے میرے آقا ﷺ
کہ جان لیتے ہیں نقش قدم درودیوار

حضور ﷺ آپ کبھی خواب میں ہی آ جائیں
کبھی تو دیکھیں یہ جود و کرم درودیوار

بنے ہیں مٹی سے بارش ہوئی بچا لیجے
مرے حضور ﷺ مرے گھر کے نم در دیوار

تیرے حضور کھڑے رہتے ہر گھڑی آقا ﷺ
اے کاش ہوتے ترے در کے ہم درو دیوار

تری لحد کی ہیں جو بھی حضور ﷺ دیواریں
نہیں ہیں عرش خدا سے وہ کم درودیوار

ولادت شہ دیں کی خوشی میں دیکھیں تو
خدائے پاک کے گھر کا ہیں خم درودیوار

دکھا دیں جلوہ کبھی اپنا اپنے دانش کو
حضور ﷺ کر کے حجابوں کے خم درودیوار

محمد ہاشم آثر چشتی

بتائیں کیسے زمانے کو ہم در و دیوار
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار''

شکستہ حال ہیں ، دیکھو مگر مکینوں کا
رکھے ہوئے ہیں ابھی تک بھرم در و دیوار

کتاب دل پہ تمھاری لکھی ہوئی دیکھی
سنہرے حرفوں سے رودادِ غم درودیوار

تمھارے جسم پہ میں نے سدا شبِ فرقت
بنائے نقش و نگارِ صنم درودیوار

میں غم کا مارا ہوا تھا لگا کے سینے سے
کیا ہے تم نے مرے غم کو کم درودیوار

مرا ہر عیب چھپایا ہے اپنے دامن میں
یہ کیا نہیں ہے تمھارا کرم درودیوار

یہ آرزو ہے آثر تم سے ہو جدا نہ کبھی
تمہارے سائے میں نکلے یہ دم درودیوار

مونا نقوی

نبھائے جاتے ہیں کیسے الم درودیوار
''اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار''

مرے غموں پہ دلاسہ مجھے یہ دیتے ہیں
خدا کا لگتے ہیں مجھ کو کرم درودیوار

تمہارے نام سے منسوب گھر بنائیں گے
اٹھا رہے ہیں ابھی دل میں ہم درودیوار

جہان بھر سے میرا دکھ چھپا کے رکھتے ہیں
بنائے رکھتے ہیں میرا بھرم درودیوار

دکھائی پڑتے ہیں اس پہ جبیں کے داغ ہمیں
کبھی کسی کے رہے ہیں صنم درودیوار

ہماری اشک فشانی کا کرب ہے موؔنا
ہمارے ہجر پہ رہتے ہیں نم درودیوار

نوید ظفر کیانی

جو کر سکیں نہ سکونت بہم درودیوار
مسافروں کے نہ روکیں قدم درودیوار

محبتوں میں ہے دیوارِ جسم و جاں بھی غلط
مگر اُگاتے ہی جاتے ہیں ہم درودیوار

گلی کی نظریں تو دہلیز پار کر آئیں
سفید پوشی کا رکھتے بھرم درودیوار

جو ان کے واسطے مرمٹ گئے ہیں دنیا میں
کچھ اُن کا نام ہی رکھتے رقم درودیوار

یہ ابر کس لئے پھنکارنے لگا پھر سے
گزشتہ باراں سے ہیں اب بھی نم درودیوار

خموشیاں کبھی پھٹ سکتی ہیں دھماکے سے
دکھائی دیتے ہیں ہم کو تو بم درودیوار

رہے زمانے میں قائم نہ رہنے پائیں گے
ہمیشہ کے لئے، قول و قسم، درودیوار

زمانے بھر کی بلاؤں میں گھرتے جائیں گے
گھروں کو دیکھئے کر کے عدم درودیوار

تمام شہر پہ یلغار وسوسوں کی سہی
کھڑے ہیں لے کے یقیں کے علم درودیوار

نہ جانے کتنی ہی نسلوں نے آنا جانا ہے
ظفرؔ منائیں گے کس کس کا غم درودیوار

ہاشم علی خان ہمدمؔ

بنا رہے ہیں محبت سے ہم درودیوار
ہمارے بعد منائیں گے غم درودیوار

اسی نظام تنفس پہ ہے عمارت دل
ترے وجود پہ لیتے ہیں دم درودیوار

کسی وجود کا سایہ اگر میسر ہو
سفر کی دھوپ میں پڑتے ہیں کم در و دیوار

ہمارے خواب کی دنیا میں دشت پڑتا ہے
ہمارے بیچ رہیں گے عدم درودیوار

پھر اس کے بعد بدن پر کمند ڈالی گئی
کیے تھے پہلے عدو نے قلم درودیوار

اسیر دشت وبا ہو رہا ہوں نادیدہ
اٹھا رہا ہوں قدم در قدم درودیوار

تمام اونچی فصیلیں گرائی جائیں گی
کریں گے شہر کو بھی منقسم درودیوار

یاسرؔ فاروق

اسی خمیر سے دنیا اٹھائی جائے گی
کھنڈر کی ریت پہ کر دو رقم درودیوار

ہمارے گھر کو سنوارا ہے سبز بیلوں نے
بلند رکھے ہوئے ہیں علم درودیوار

تمام شہر کے رستے دلوں میں آ کے ملیں
گلی گلی سے ملائیں بہم درودیوار

ہماری دشت خیالی میں کس کی آمد ہے؟
دکھائی دینے لگے ہیں حرم درودیوار

میں اپنے آپ سے باہر بھی اپنے گھر میں رہوں
الٰہی ! خیر ! کہ رکھ لیں ، بھرم در و دیوار

زمین زاد نہیں تو ، تجھے خبر کیا ہو؟
ہمارے شہر کا قصہ ، الم ، درودیوار

گریز پائی میں آ کر گلے ملے گا کون ؟
وبائی دور میں دیکھے ہیں نم درودیوار

بوقت عدل شہادت گزار ٹھہریں گے
ابھی تو دیکھ رہے ہیں ستم درودیوار

فضائے جبر میں ہمدم سمٹنے والا ہوں
بڑھا رہے ہیں مسلسل قدم درودیوار



منا رہے ہیں کسی کا تو غم درودیوار
مری ہنسی پہ بھی رہتے ہیں نم درودیوار

خوشی بھی مرضی کی ناراضگی بھی مرضی کی
صنم میں ہوتے ہیں کیا کیا بہم درودیوار

ہمارے دل میں کوئی تیرے بعد آ نہ سکا
کٹے ہوئے ہیں یوں یادوں سے دم در و دیوار

کوئی گواہِ محبت؟ کوئی شہادتِ اشک؟؟
جو اس نے پوچھا تو کہہ دیں گے ہم در و دیوار

مرے مکان میں صحرا بھی ہے گلستاں بھی
خیالِ یار سے ٹھہرے عدم درودیوار

بہا کے لے گیا دل کا مکانِ سیلِ غرض
"اٹھائے پھرتے ہیں خود اپنے غم در و دیوار"

خدا نے نعمتِ سایہ بچھا دیا یاسرؔ
وبا کے دور میں ہم کو بہم درودیوار

صاحبِ مصرع

احسان اکبر ۔ ایک اجمالی خاکہ



نام :	احسان اکبر
تاریخِ پیدائش :	۴؍جنوری ۱۹۳۸ء
جائے پیدائش :	سیہول، بھوپال
پیشہ :	درس وتدریس (ریٹائر)
دلچسپیاں :	شاعری، کالم نگاری، تنقید، اقبالیات، مسئلۂ کشمیر
تصانیف :	ہواسے بات کرو (شاعری)، شاگان (شاعری) اقبال ۔ فکر وفلسفہ، اقبالیاتِ جموں وکشمیر، ہمارا اکیسویں صدی میں داخلہ۔
خدمات :	درس وتدریس، اقبالیات اکادمی کی گورنر باڈی کے تاحیات ممبر۔
نمایاں اعزازات :	پرائڈ آف پرفارمس، گورنمنٹ آف پاکستان (۲۰۱۵ء) شعری تصنیف ’’ہواسے باتیں‘‘ پر احمد ندیم قاسمی ادبی ایوارڈ (۲۰۰۲ء) ثقافتی ایوارڈ، گورنمنٹ آف آزاد جموں وکشمیر (۲۰۰۷ء) اقبال ایوارڈ، پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۹۷۷ء) ستارہ ساز، حلقۂ اربابِ ذوق، اسلام آباد۔ لائف اچیومنٹ ایوارڈ، بزمِ اہلِ قلم، پاکستان (۲۰۱۵ء) تحریکِ پاکستان، گولڈ میڈل، گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور (۲۰۰۸ء)
رہائش گاہ :	اسلام آباد

اقبال اشعر



نام محمد اقبال، تخلص اشعرؔ، تعلیم: ایم فل ۔ درس و تدریس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ اٹک، پاکستان میں رہائش رکھتے ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۹۹ء میں کی۔ اصناف سخن میں غزل، نظم، حمد و نعت اظہار کا مرغوب وسیلہ ہیں۔ کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی، نہ ہی مستقبل قریب میں اس کا امکان ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

اشعرؔ ستا رہی ہیں یہ موسم کی تلخیاں ۔۔۔ پھرتے ہیں تتلیوں سے گریزاں کیئے ہوئے

ای میل sardariqbal.ak@gmail.com

انعام الحق معصوم قادری



نام انعام الحق معصوم صابری، تخلص معصومؔ، تعلیم گریجوایشن ۔ ملتان پاکستان سے تعلق ہے۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۸۰ء میں کی تاہم باقاعدہ آغاز ۲۰۱۰ء میں کیا۔ ابتدا بحیثیت بچوں کا لکھاری ۱۹۹۰ء میں کہانیوں کی انعام یافتہ کتاب ''شور نہیں کروں گا'' منظر عام پر آئی۔ نثر میں افسانے، انشائیے اور مضامین لکھتے ہیں جبکہ شاعری میں نعت و غزل پسندیدہ اصناف سخن ہیں۔ نمائندہ شعر ہے ۔

کتنا معصومؔ حسیں ہوگا وہ لمحہ جس دم ۔۔۔ آپ کا مجھ کو سرِ حشر وہ ''اپنا'' کہنا

ای میل inam.masoom@yahoo.com

ارسلان اللہ خان



نام ارسلان اللہ خان، تخلص ارسلان / ارسل، تعلیم ایم بی اے، ایم اے اسلامک کلچر۔ پیشہ درس و تدریس ہے۔ حیدرآباد، پاکستان میں رہائش ہے۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۰۷ء میں کی۔ اصناف سخن میں نظم، غزل، نعت گوئی، منقبت، ہزل، مضمون نگاری، افسانے وغیرہ میں خامہ فرسائی فرماتے ہیں۔ تا حال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

ارسلاںؔ مجھ کو گماں ہے کہ کراچی کا غریب ۔۔۔ گر کورونا سے بچا، بھوک سے مر جائے گا

ای میل Khanarsalanullah@gmail.com

احمد جاسم



نام محمد احمد، تخلص احمد جاسمؔ ۔ اردو میں ایم اے کیا ہوا ہے۔ کاروبار کے پیشہ سے منسلک ہیں۔ بارہ بنکی، یوپی، انڈیا میں رہائش رکھتے ہیں۔ شاعری کا آغاز ۲۰۱۲ء میں کیا، جس کا سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ پسندیدہ اصناف سخن میں حمد، نعت، غزل، قطعہ ہیں، تا حال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

دنیا کی بھیڑ بھاڑ میں وہ سر نہیں ملا ۔۔۔ جس کی ہمیں تلاش تھی پیکر نہیں ملا

ای میل mohammadahmad20134@gmail.com

خاور چشتی



نام خاور مشتاق چشتی، تخلص خاور چشتی، تعلیم ایم اے ایڈمنسٹریشن (سائنس)۔ پیشہ ریٹائرڈ بینکار۔ رہائش بہاولپور (پاکستان) میں ہے۔ شاعری کی ابتداء سکول کے زمانے سے کی۔ تصنیف فی الحال کوئی نہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

میں ایک لمحہ تھا، جیسے گزر گیا چپ چاپ
کسی سے کچھ نہ کہا خود بکھر گیا چپ چاپ

ای میل ایڈریس khawar.chishti@gmail.com

ذہینہ صدیقی



نام ذہینہ صدیقی، تخلص ذہینہ، انگریزی اور اردو میں ایم۔اے، ایم۔ایڈ ہے، علاوہ ازیں آیور ویدرتن، براڈ کاسٹنگ اور اینکرنگ کی ٹریننگ، اسکرپٹ رائٹنگ اور ایڈیٹنگ کی ٹریننگ کے کورس کئے ہوئے ہیں۔ ٹیچنگ اور براڈ کاسٹنگ کے شعبوں سے وابستہ ہیں۔ رہائش نئی دہلی میں ہے۔ شاعری کی ابتدا نویں کلاس سے ہوئی۔ پسندیدہ اصناف سخن میں غزل، نظم، قطعات، افسانے، کہانیاں وغیرہ شامل ہیں۔ دو شعری مجموعے زیر اشاعت ہیں۔

رزاق تحسین



نام عبدالرزاق، تخلص تحسین، تعلیم ایم اے، کلرکی کرتے ہیں۔ گوادر میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۰۵ء میں کی۔ اصناف سخن میں نظم اور غزل لکھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کا بلوچی شعری مجموعہ سنگر اور اردو شعری مجموعہ، دریچوں میں اُگتے خواب جلد متوقع ہے۔ نمائندہ شعر ہے ۔

علم سے چاہے نکھر جائے وہ شخص تنہا ہے
کرسیاں چھو کے گزر جائے وہ شخص تنہا ہے

جیا قریشی



نام حمیدہ قریشی، تخلص جیا قریشی، تعلیم بی ایس سی بی ایڈ، شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ اسلام آباد مین رہائش پذیر ہیں۔ شاعری لگ بھگ دس سال سے کر رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں اِن کا ایک مجموعۂ کلام بعنوان ''مجھے بھی سانس لینے دو'' شائع ہو چکا ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

عورت ہوں مگر مرد پہ سرداری کروں گی
کردار زمانے پہ جیا راج کرے گا

ای میل jiya.qureshi@gmail.com

سیّدہ منور جہاں منور



نام سیّدہ منور جہاں زیدی، قلمی نام منور جہاں منور، تعلیم ایم ایس سی، سوشل میڈیکل آفیسر رہ چکی ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہی ہیں۔ کینڈا میں مقیم ہیں۔ شاعری میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اصناف سخن میں ابلاغ کا محبوب ذریعہ غزل ہے۔ دو کتابیں ''داستان'' اور ''سلسلۂ رنگِ عقیدت'' شائع ہو چکی ہیں۔ مستقل قریب کی متوقع کتابوں میں ''منزلِ عشق''، ''گلہائے رنگ رنگ'' شامل ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

بہت حسین ہے تیرے خیال کی دنیا　　　جہاں پہ کوئی نہ تھا ہم وہاں بھی ہو آئے

شمیم چودھری



نام شمیم چودھری، یہی قلمی نام بھی ہے۔ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ گھریلو خاتون ہیں۔ شاعری خاصے طویل عرصے سے کر رہی ہیں تاہم ابھی تک شاعری کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔ اُردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی شعر کہتی ہیں۔ غزل کو ابلاغ کا پسندیدہ ذریعہ جانتی ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

میں تے ساری دنیا پھرلئی، ماں نئیں لبھدی　　　اوہدے پیار دی کدرے ٹھنڈی چھاں نئیں لبھدی

روبینہ شاہین بینا

نام روبینہ شاہین، تخلص بیناؔ، تعلیم ایم اے (معاشیات)، بی ایڈ۔ معلّمہ کے پیشے سے وابستہ رہی ہیں۔ پشتینی تعلق اسلام پورہ جبر، گوجر خان سے ہے تاہم راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ شادی کا باقاعدہ آغاز ۲۰۱۶ء سے کیا۔ زیادہ تر غزلوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ طنز و مزاح پر مبنی شاعری ان کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

تجھے لگ رہا ہے کہ میں کج ادا ہوں　　　مجھے لگ رہا ہے کہ تو ہے مثلث

ای میل rubsha73@gmail.com

شہناز رضوی



نام شہناز رضوی، تخلص شہناز، تعلیم گریجویشن، پی آئی اے میں افسر ہیں۔ رہائشی شہر کراچی ہے۔ شاعری کی ابتدا محض چودہ برس کی عمر میں کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحہ، غزل، نظم بھی پر لکھنا پسند کرتی ہیں۔ ایک شعری مجموعہ ''متاعِ جاں'' کے نام سے موجود ہے۔ ایک مجموعہ زیرِ طبع ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

صرف ممتا کا جوش تھا ورنہ　　　آپ زم زم رواں نہیں ہوتا

ریاض احمد قادری



نام ریاض احمد قادری، تخلص ریاض، تعلیم ایم اے۔ اردو۔ ایم اے انگلش۔ ایم فل انگلش، انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ رہائش فیصل آباد میں ہے۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۸۵ء میں کی۔ اصناف سخن میں نظم، غزل، نعت سبھی میں خامہ فرسائی کر چکے ہیں۔ ان کی تصانیف میں نکہتِ نعت، تصور سبز گنبد دا، سلام اے شاعر مشرق، ہمارے قائداعظم، کلیاں، چاند ستارے، زر مدحت، زر نعت، زر عقیدت شامل ہیں۔ نمائندہ شعر ہے۔

مدینہ روشنیوں کا وہ شہر ہے جس میں — سیاہ شب میں بھی دن کا گمان ہوتا ہے

ای میل ایڈریس riazqadri66@gmail.com

صادق انور اثری نذیری



نام صادق انور اثری نذیری، تخلص انور، تعلیم عالم دین و متخصص فی الحدیث۔ مدرس ہیں۔ رہائش شہر بہار، ہندوستان ہے۔ شاعری کی ابتداء اپریل ۲۰۲۰ء میں کی۔ اصناف شاعری میں حمد، نعت، غزل، نظم لکھنا پسند کرتے ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

انور تو گھر سے دور ہے پردیس میں پھنسا — بریانی ماں کے ہاتھ کی کھاؤں میں کس طرح

ای میل mdsadiqueanwar95@gmail.com

محمد دانش رضا اسلمی



نام محمد دانش رضا اسلمی، تخلص دانش، تعلیم حفظِ قران، مہوارہ، اورائی، مظفر پور، بہار انڈیا میں رہائش پذیر ہیں۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، منقبت، غزل اور نظم میں طبع آزمائی کرنا پسند کرتے ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۱۲ء میں کی۔ تا حال کوئی تصنیف شائع نہیں ہوئی۔ نمائندہ شعر ہے۔

در پر جو تمھارے جان نکلے — موت ایسی ہو پھر ملال کہاں

ای میل mddanishsaqib@gmil.com

عبدالغنی ماہر



نام عابد عبدالغنی، تخلص ماہر، ایل ایل ایم کیا ہوا ہے اور وکالت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ ورنگل، حیدر آباد، انڈیا سے تعلق ہے۔ شاعری کی ابتدا تقریباً ۲۰۱۱ء کو ہوئی۔ اصناف سخن میں غزل محبوب ترین صنفِ سخن ہیں۔ کتاب ابھی تک کوئی شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

جسم کو تو قید کر سکتے ہو لیکن یاد ہو — تم خیالوں کو جکڑ سکتے نہیں زنجیر سے

ای میل ghaniabdula@gmail.com

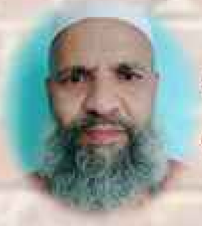
نوید ظفرؔ کیانی



نام نوید کیانی، تخلص ظفرؔ، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، رہائش اسلام آباد میں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایک نیم سرکاری ادارے میں ملازمت کر رہے ہیں۔ شاعری کی ابتدا بچپن سے ہوئی۔ پسندیدہ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، غزل، لمرک، ہائیکو، قطعات، انشائیہ، فکاہیہ مضمون، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔ شاعری کی بہت سی برقی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں جہانِ دگر، اور بارش ہو، ڈنکے کی چوٹ، ڈھول کا پول، زبان درازیاں، کھری کھری، وگڑ دگڑ وغیرہ شامل ہیں۔

ای میل nzkiani@gmail.com

محمد ہاشم آثرؔ چشتی



نام محمد ہاشم، تخلص آثرؔ چشتی، درجہ پانچ تک تعلیم حاصل کی۔ تجارت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ قصبہ گوپیشور، ضلع چمولی، اتراکھنڈ، انڈیا سے تعلق ہے۔ شاعری کی ابتدا تقریباً ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔ اصنافِ سخن میں حمد و نعت و منقبت اور غزل محبوب ترین اصنافِ سخن ہیں۔ کتاب ابھی تک کوئی شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ؂

زندہ رہنے وبا وفا ہو کر بے وفائی سے موت اچھی ہے

یاسرؔ فاروق



نام یاسر فاروق، تخلص یاسرؔ، تعلیم ایم اے اکنامکس، ایم بی اے، کراچی میں مقیم ہیں۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز ۱۹۹۵ء میں کیا۔ ایک شعری مجموعہ "دل بادباں" شائع ہو چکا ہے۔ نمائندہ شعر ہے ؂

کھل کے کہہ دو جو بھی کہنا ہے تمھیں مسترد ہونے کی عادت ہے مجھے

ای میل yfni@hotmail.com

ہاشم علی خان ہمدمؔ



نام ہاشم علی خان، تخلص ہمدمؔ، تعلیم ایم اے (اردو، انگریزی)، درس و تدریس سے وابستہ ہیں، ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ میں لیکچرار اردو کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رہائش خودہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان میں ہے۔ شاعری ۱۹۹۲ء میں کالج دور سے شروع کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز و مزاح پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ مختصر شعری مجموعہ "موج غزل" شائع ہو چکا ہے۔ نمائندہ شعر ہے ؂

یہ کس نے مجھ پہ محبت کا دم کیا ہوا ہے کہ اپنے آپ سے ملنا بھی کم کیا ہوا ہے

ای میل ایڈریس itshamdam@mail.com

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام — موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۷۔

تدوین و تصنیف — نوید ظفر کیانی۔

وضاحت — فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے "طرحی و نظمیہ مشاعرہ" رنگ کے تحت معروف شاعر جناب ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر کے طرحی مصرعے پر منعقدہ مشاعرہ نمبر ۲۱۷ بتاریخ ۱۳ر جون ۲۰۲۰ء پر مبنی برقی کتاب۔ شعراء کی فہرست ناموں کی "حروف تہجی" کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔

منتظمین — ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا، قدسیہ ظہور، نادیہ سحر۔

صفحات — ۳۰

سالِ اشاعت — ۲۰۲۰ء

پبلشر — مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔

ویب سائٹ — http://archive.org/details/@nzkiani

فیس بک — http://www.facebook.com/groups/1736109056634616

برقی ڈاک — mudeer.ai.new@gmail.com

موجِ غزل کے ماہانہ پروگرام

ہر ماہ نئے رنگ

پہلا ہفتہ : طرحی رنگ

دوسرا ہفتہ : ردیف و نظم رنگ

تیسرا ہفتہ : قوافی و نظم رنگ

چوتھا ہفتہ : اصنافِ سخن رنگ

ان شاء اللہ

فیس بک موج غزل عالمی مشاعرہ